URDU Gif Format

صبح صادق کو سمجھنے میں کوتاہی کا ازالہ

درالقبح عن درک وقت الصبح

۱۳۲۶ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

درء القبح عن درك وقت الصبح

۱۳۲۶ھ

(صبح صادق کو سمجھنے میں کوتاہی کا ازالہ)

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلے علیہ وسلما

مسئلہ ۲۶۳ ازبازار لال کرتی کیمپ میرٹھ مرسلہ شیخ محمد احسان الحق حنفی قادری ۱۴ رمضان ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین ومفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ شریعت میں صبح صادق کا کوئی کلیہ قاعدہ ہے جس کے ذریعہ سے معلوم ہوجایا کرے کہ صبح صادق فلاں وقت ہوتی ہے، اور آنکھوں سے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہ ہے یا کوئی حساب اور کلیہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ آنکھوں سے دیکھنے ہی پر منحصر ہے، اگر قاعدہ کلیہ نہیں ہے تو مفتاح الصلوٰۃ میں جو بحوالہ خزانۃ الروایات لکھا ہے کہ رات کا ساتواں حصّہ فجر ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

شریعتِ مطہرۂ محمدیہ علٰی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ نے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و عدّت وفات و طلاق و مدّتِ حمل و ایلاء و تاجیل عنین و منتہائے حیض و نفاس وغیرذٰلک امور کے لیے یہ اوقات مقرر فرمائے

یعنی طلوعِ صبح وشمس وغروبِ شمس وشفق ونصف النہار ومثلین وروز وماہ وسال ان سب کے ادراک کا مدار رؤیت پر مشاہدہ پر ہے ان میں کوئی ایسا نہیں جو بغیر مشاہدہ مجرد کسی حساب یا قانون عقلی سے مدرک ہوجاتا، ہاں رؤیت ومشاہدہ ان سب کے ادراک کا سبب کافی ہے اور یہی اس شریعت عامہ تامہ شاملہ کاملہ کے لائقِ شان تھا کہ تمام جہان کے لیے اُتری اور اُن میں اکثر وہ ہیں کہ دقائق محاسبات ہیئات وزیچ کی تکلیف انھیں نہیں دی جاسکتی، انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب[1] (ہم اُمّی اُمت ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں۔ت) فرماکر اپنے تمام غلاموں کے لیے ایک آسان اور واضح راستہ کھول دیا اور ان تمام اوقات کے لیے حکیم رحیم عزجلالہ نے دو کھلی نشانیاں مقرر فرمادیں چاند اور سورج جن کے اختلافِ احوال پر نظر کرکے خواص وعوام سب اوقات مطلوبہ شرعیہ کا ادراک کرسکیں،

کما قال تعالٰی وجعلنا الیل والنہار اٰیتین فمحونا اٰیۃ الیل وجعلنا اٰیۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شیئ فصلنٰہ تفصیلا[2]۔ وقال تعالٰی یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج[3]۔ وقال تعالٰی کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی الیل[4]، وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ[5]۔

جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز خوب جُدا جُدا ظاہر فرمادی۔ اور اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: تم سے چاند کو پُوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے۔ اور اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد: کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمھارے لیے ظاہر ہوجائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر، پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے: تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو۔(ت)

پھر ان میں بعض تو وہ ہیں جن کا مدار صرف رؤیت پر ہی رہا وہ ہلال ہے کہ اف اللہ امدہ

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الصیام آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۱۷

[2] القرآن ۱۷/۱۲ [3] القرآن ۲/۱۹۰

[4] القرآن ۲/۱۸۷ [5] صحیح بخاری کتاب الصوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۶

www.alahazratnetwork.org

لرؤیتہ[1] (بیشک اللہ تعالٰی نے چاند کا مدار رؤیت پر رکھا ہے) اس کے ظہور و خفاء کے وہ اسباب کثیرہ نامنضبط ہیں جن کے لیے آج تک کوئی قاعدہ منضبطہ نہ ہوسکا۔ ولہذا بطلیموس نے مجسطی میں باآنکہ متحیرہ خمسہ و کواکب ثوابت کے ظہور و خفا کے لیے باب وضع کیے مگر رؤیت ہلال سے اصلاً بحث نہ کی، وہ جانتا تھا کہ یہ قابو کی چیز نہیں اس کا میں کوئی ضابطہ کلیہ نہیں دے سکتا، بعد کے لوگوں نے اپنے تجارب کی بناء پر اگرچہ بلحاظ درجہ ارتفاع یا بعد سوا یا بعد معدل وقوس تعدیل الغروب وغیر ذٰلک کچھ باتیں بیان کیں مگر وہ خود ان میں بشدت مختلف ہیں اور باوصف اختلاف کوئی اپنے قرارداد پر جازم بھی نہیں جیسا کہ واقفِ فن پر ظاہر ہے اسی لیے اہلِ ہیئت جدیدہ باآنکہ محض فضول باتوں میں نہایت تدقیق و تعمق کرتے ہیں اور سالانہ المنک میں ہر روز کے لیے قمر کے ایک ایک گھنٹہ کا میل و مطالع قمر اور ہر مہینہ میں آفتاب کے ساتھ اس کے جملہ انظار اجتماع واستقبال و تربیع ایمن والیسر کے وقت دیتے ہیں اور ہر ہر تاریخ پر متحیرات و ثوابت کے ساتھ اس کے قرانات بیان کرتے ہیں مگر رؤیت ہلال کا وقت نہیں دیتے وہ بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے بوتے کا نہیں ولہذا ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اس بارہ میں قولِ اہلِ توقیت پر نظر نہ ہوگی، درمختار میں وہبانیہ سے ہے: وقول اولی التوقیت لیس بموجب[2] (اہل توقیت کا قول سببِ وجوب نہیں بن سکتا۔ ت) اور باقی وہ ہیں کہ اگرچہ اُن کا اصل مدارِ رؤیت پر تھا مگر رؤیت ہی کے تکرر سے تجربہ نے اُن کے بارے میں ضوابط کلیہ دیے جن کا ادراک بے رؤیت نہ ہوسکتا تھا مگر بعد ادراک وُہ قاعدہ مقرر ہو کر وقت کو قوانین علم ہیأت و زیج کے ضابطہ میں لے آنا میسر ہُوا جس کے سبب ہم پیش از وقت حکم لگا سکتے ہیں کہ فلاں وقت مطلوب شرعی فلاں گھنٹے منٹ سیکنڈ پر واقع ہوگا۔ واقف فن کا وہ حکم لگایا ہُوا کبھی خطا نہ کرے گا کہ آخر مدار کار شمس و قمر کی چال پر ہے اور اُن کی چال عزیز علیم نے ایک حساب مضبوط پر منضبط فرمائی ہے۔

قال تعالٰی الشمس والقمر بحسبان[3] ۝ و قال تعالٰی ذٰلک تقدیر العزیز العلیم[4]۔

ارشادِ باری تعالٰی ہے: سورج اور چاند حساب سے ہیں۔ اور ارشادِ ربانی ہے: یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔ (ت)

---

[1] سنن الدارقطنی کتاب الصیام حدیث ۲۶ نشرالسنۃ ملتان ۲/ ۱۶۲
[2] درمختار کتاب الصوم مجتبائی دہلی ۱/ ۱۴۸
[3] القرآن ۵۵/ ۵
[4] القرآن ۳۶/ ۳۸

www.alahazratnetwork.org

توحساب تو قطعی تھا ہی، جلتی بات کی طرف اسے راہ نہ تھی وہ مکرر رؤیت نے براہِ تجربہ بتا دی اور اب تجربہ وحساب دو قطعیوں سے مل کر حکمِ قطعی ہمارے ہاتھ آگیا مثلاً طلوع وغروب اگر نجومی مراد ہوتے یعنی مرکزِ شمس کا افقِ حقیقی پر طرفین شرق وغرب میں انطباق کہ اُن کے جاننے کے لیے رؤیت کی کچھ حاجت نہ تھی، شہر کا عرض اور جزرِ شمس کا میل ہونا ہی اُن کا وقت بتانے کے لیے کافی ووافی ہوتا جس کے ذریعہ سے ہم ہر عرض کے لیے جداول تعدیل النہار تیار کر لیتے ہیں مگر شرع مطہر میں اس طلوع وغروب کا کچھ اعتبار نہیں، طلوع وغروب عرفی درکار ہے یعنی جانبِ شرق آفتاب کی کرن چمکنا یا جانبِ غرب کل قرص آفتاب نظر سے غائب ہو جانا اس میں بھی اگر صرف نصف قطر آفتاب کا قدم درمیان ہوتا تو دقت نہ تھی، مرکز عالم سے آفتاب کا ہر جزء و مرکزِ شمسی پر بعد دریافت کرکے ہر روز کے نصف قطر کی مقدار دریافت کر سکتے تھے جس کی جدول المنک میں دی ہوئی ہوتی ہے مگر بالائے زمین ۴۵ میل سے ۵۲ میل تک علی الاختلاف بخارات ہوائے غلیظ کا محیط ہونا اور شعاعِ بصر کا پہلے اس ملاءِ غلیظ پھر اس کے بعد ملاءِ صافی میں گزر کر افق میں پہنچنا حکیم عزوجل کے حکم سے اشعہ بصریہ کے لیے موجبِ انکسار ہوا جس کے سبب آفتاب یا کوئی کوکب قبل اس کے کہ جانبِ شرق افقِ حقیقی پر آئے ہمیں نظر آنے لگتا ہے اور جانبِ غرب باآنکہ افقِ حقیقی پر اس کا کوئی کنارہ باقی نہیں رہتا، دیر تک ہمیں نظر آتا رہتا ہے، یہ انکسار ہی وہ چیز ہے جس نے صدہا موقتین کو پیچ وتاب میں رکھا اور طلوع وغروب کا حساب ٹھیک نہ ہونے دیا اور یہی وہ بھاری پیچ ہے جس سے آجکل عام جنتری والوں کے طلوع وغروب غلط ہوتے ہیں اس انکسار کی مقدار مدت دریافت کرنے کو عقل کے پاس کوئی قاعدہ نہ تھا جس سے وہ محتاجِ رؤیت نہ رہتی، ہاں سالہا سال کے مکرر مشاہدہ نے ثابت کیا کہ اس کی مقدار اوسطاً ۳۳ دقیقہ فلکیہ ہے، اب ضابطہ ہمارے ہاتھ آگیا کہ ان ۳۳ دقیقوں سے اختلافِ منظر کے ۹ ثانیہ منہا کرکے باقی پر اس کا نصف قطرِ شمس زائد کریں، یہ مقدار انحطاطِ شمس ہوگی یعنی طلوع یا غروب کے وقت آفتاب اُفقِ حقیقی کے اتنے دقیقے نیچے ہوگا، جب قدر انحطاط معلوم ہولی تو دائرۂ ارتفاع کے اجزاء سے وقت وطالع معلوم کرنے کے قاعدوں نے جو علم ہیأت وزیج میں دیے ہوئے ہیں راہ پائی اور ہمیں حکم لگانا آسان ہو گیا کہ فلاں شہر میں فلاں دن اتنے گھنٹے منٹ سکنڈ پر آفتاب طلوع کرے گا اور اتنے پر غروب معمول سے زیادہ ہوا میں رطوبت یا کثافت اگرچہ انکسار میں کچھ کمی بیشی لاتی ہے جس کا ادراک تھرمامیٹر اور بیرومیٹر سے ممکن، اور وہ قبل از وقوع نہیں ہو سکتا، مگر یہ تفاوت معتد بہ نہیں جس سے عام احکام مطلوبہ شرعیہ میں کوئی فرق پڑے یونہی مثلین وسایہ کا ادراک بھی حساب سے بہت آسان تھا کہ عرض بلد ومیل شمس سے اس کا غایۃ الارتفاع پھر جدول سے اتنے ارتفاع کا ظل اصلی معلوم کرکے

www.alahazratnetwork.org

اُس پر ایک یا دو مثل بڑھا کر اتنے ظل کے لیے ارتفاع اور اس ارتفاع کے لیے وقت معلوم کرلیتے مگر یہاں بھی اُسی انکسار کا قدم درمیان ہے کہ کوکب جب تک ٹھیک سمت الراس پر نہ ہو انکسار کے پنجے سے نہیں چھوٹ سکتا مگر رؤیت نے انکسار افقی کلی بتایا اور تناسب سے انکسارات جزئیہ مدرک ہُوئے جن کی جدول فقیر نے اپنی تحریرات ہندسیہ میں دی ہے اس کے ملاحظہ سے پھر انھیں قوانین نے راہ پائی، اور ہر روز کے لیے وقت عصر پیش از وقوع ہمیں بتانا آسان ہُوا، طلوع و غروب شفق کو تو انکسار سے بھی علاقہ نہ تھا کہ اُس وقت آفتاب پیشِ نگاہ ہوتا ہی نہیں کہ بصر کی شعاعوں کا انکسار لیا جائے وہاں سرے سے عقل کو اس ادراک کی راہ نہ تھی کہ آفتاب افق سے کتنا نیچا ہوگا کہ صبح طلوع کرے گی یا کتنا نیچا جائے کہ شفق ڈوب جائے گی تو پھر رؤیت ہی کی احتیاج پڑی اور صدہا سال کے تکرر مشاہدہ نے ثابت کیا کہ آفتاب ان دونوں وقت تقریبًا اٹھارہ درجے نیچے ہوتا ہے، یہ وُہ علم ہے جو اکثر ہیأت دانوں پر مخفی رہا، رجمًا بالغیب باتیں اڑا کیے، صبح کاذب کے وقت انحطاط شمس میں مختلف ہوئے، کسی نے سترہ درجہ کہا کسی نے اٹھارہ، کسی نے انیس[۱] بتائے، اور مشہور اٹھارہ ہے، اور اسی پر شرح چغمنی نے مشی کی، اور صبح صادق کے لیے بعض نے پندرہ درجہ بتائے ہیں۔ اسے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمنی میں بلفظ قد قیل نقل کیا اور مقرر رکھا اور اسی نے علامہ خلیل کاملی کو دھوکا دیا کہ دونوں صبحوں میں صرف تین درجہ کا فاصلہ بتایا جسے ردالمحتار میں نقل کیا اور معتمد رکھا، حالانکہ یہ سب ہوسات بے معنی ہیں، شرع مطہر نے اس باب میں کچھ ارشاد فرمایا ہی نہیں، اس نے تو صبح کی صورتیں تعلیم فرمائی ہیں کہ صبح کاذب شرقًا غربًا مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق جنوبًا شمالًا مستطیر، اور ہم اُوپر کہہ آئے کہ مقدار انحطاط جاننے کی طرف کسی برہان عقلی کو راہ نہیں صرف مدار رؤیت پر ہے، اور رؤیت شاہد عدل ہے کہ صبح کاذب کے وقت ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ درجے اور صادق کے وقت ۱۵ درجے انحطاط ہونا اور صادق و کاذب میں صرف تین درجے کا تفاوت ہونا سب محض باطل ہے بلکہ ۱۸ درجہ انحطاط پر صبح صادق ہوجاتی ہے اور اس سے بہت درجے پہلے صبح کاذب، فقیر نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ محاسبات علمِ ہیأت سے آفتاب ہنوز ۳۳ درجے اُفق سے نیچا تھا اور صبح کاذب خوب روشن تھی، صبح صادق کے سالہا سال سے فقیر کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس کی ابتداء کے وقت ہمیشہ ہر موسم میں آفتاب ۱۸ ہی درجہ زیرِ اُفق پایا ہے، اور صبح کاذب کے لیے جس سے کوئی حکم شرعی متعلق نہ تھا اب تک اہتمام کا موقع نہ ملا، ہاں اتنا اپنے مشاہدہ سے یقینًا معلوم ہُوا کہ اُس میں اور صبح صادق میں ۱۵ درجے سے بھی زائد فاصلہ ہے نہ کہ ۳ درجہ، لاجرم برہان شرح مواہب الرحمٰن پھر شرنبلالیہ علی الدرر پھر ابوالسعود علی الکنز وغیرہا میں ہے:

البیاض لایذهب الا قریبا من ثلث اللیل [1]

سفیدی، تہائی رات کے قریب ختم ہو جاتی ہے۔ (ت)

یہ وہی سپیدی مستطیل ہے جسے وہ اپنے ملک میں ہمیشہ تہائی رات کے قریب تک رہتی فرماتے ہیں کما دل علیہ الحصر (جیسا کہ حصر کا لفظ اس پر دال ہے۔ ت) اور ظاہر ہے کہ اُن بلاد میں رات ۱۴ گھنٹے اور اس سے بھی کچھ زائد تک پہنچتی ہے جس کی تہائی تقریباً پونے پانچ گھنٹے اور بحکم مقابلہ قطعاً معلوم ہے کہ ادھر جتنے حصہ شب تک یہ سپیدی رہے گی اُدھر اُتنا ہی حصہ شب کا باقی رہے گا ــــــ تو اس بیان پر لیالی شتا میں صبح کاذب کی مقدار وہاں پونے پانچ گھنٹے ہوتی، اور معلوم ہے کہ وہاں صبح صادق کی مقدار پونے دو گھنٹے سے زائد نہیں، تو صبح صادق و کاذب میں تین گھنٹے تک کا فاصلہ ثابت ہوا نہ کہ صرف تین ہی درجے۔ مگر امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں فرمایا:

روی عن الخلیل انه قال رأیت البیاض بمکة شرفہا اللہ تعالٰی لیلة فما ذھب الا بعد نصف اللیل [2]

شیخ خلیل سے منقول ہے کہ میں نے مکّہ (اللہ تعالٰی اسے اور بزرگی عطا فرمائے) میں ایک رات سفیدی دیکھی تو وہ نصف رات کے بعد ختم ہوئی۔ (ت)

ظاہر ہے کہ مکہ معظمہ میں وہ سپیدی کہ آدھی رات تک رہی، اگر ہو سکتی ہے تو یہی سرطان کی بیاض دراز، ورنہ مکہ معظمہ میں اس کی صبح و شفق مستطیر ڈیڑھ گھنٹا بھی نہیں تو خلیل بن احمد عروضی کی رویت و روایت اگر صحیح ہے اُس دن دونوں صبح میں تقریباً پانچ گھنٹے کا فاصلہ ہوگا یہ بہت بعید ضرور ہے مگر اس قدر میں شک نہیں کہ تین درجے کا قول فاسد و مہجور ہے، اور یہیں سے ظاہر ہُوا کہ برہان کے اس بیان یا خلیل کی اس رویت کو در بارہ وقت مغرب مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذریعہ تضعیف جاننا،

کما وقع عن الطرابلسی فی البرھان فعدل عن اتباع المحقق ابن الھمام مع شدة تاسیسه به۔

جیسا کہ برہان میں طرابلسی سے ہے، انھوں نے باتباع محقق ابن الہمام یہاں سے عدول کرلیا حالانکہ وہ ان کی شدید اتباع کرتے ہیں (ت)

محض خطا ہے، امام کے نزدیک وقتِ مغرب شفق ابیض مستطیر تک ہے جو فجر صادق کی نظیر ہے، وہ کبھی ان بلاد میں تہائی کیا چوتھائی رات تک بھی نہیں رہتی، اور یہ جو اس قدر دیرپا ہے بیاضِ دراز نظیر صبح کاذب ہے

---

[1] تنبیہ ذوی الاحکام حاشیة درر الحکام کتاب الصلوٰة احمد کامل دار سعادت بیروت ۱/۵۱

[2] تبیین الحقائق " مطبع کبرٰی امیریہ مصر ۱/۸۱

کہ اُسی کی طرح احکامِ شرعیہ سے یکسر ساقط والی بعض ھذا او نحو منہ اوما التبیین (اس کے بعض یا اس کے مثل کی طرف تبیین میں اشارہ ہے۔ ت)

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) صبح صادق کے لیے ۱۵ درجے انحطاط ہونے کا بطلان اور ۱۸ درجے انحطاط کی صحت اس واقعہ مشہورہ سے بھی ثابت ہے جو فتح القدیر و بحر الرائق و درمختار وعامہ کتب معتبرہ میں مذکور کہ بلغار سے ہمارے مشائخ کرام کے حضور استفتاء آیا تھا کہ گرمیوں کی چھوٹی راتوں میں ان کو وقت عشاء نہیں ملتا آدھی رات تک شفق ابیض رہتی ہے اور وہ ابھی نہ ڈوبی کہ مشرق سے صبح صادق طلوع کر آئی، امام برہان کبیر نے حکم دیا کہ عشاء کی قضاء پڑھیں اور امام بقالی و امام شمس الائمہ حلوانی وغیرہما نے فرمایا اُن پر سے عشا ساقط ہے[1]۔ بالجملہ اُن راتوں میں وہاں وقت عشا نہ پانا متفق علیہ ہے، اب اگر انحطاط صبح صادق ۱۵ درجے ہوتا تو سال کی سب سے چھوٹی رات یعنی شب تحویل سرطان میں بھی اُن کو وقت عشا ملتا ایک رات بھی فوت نہ ہوتا نہ کہ راتوں، اس پر دلیل سُنئے، بلغار کا عرض شمالی ساڑھے انچاس درجے ہے کما فی الزیج السمرقندی ثم الزیج الالوغ بیکی (جیسا کہ سمرقندی اور الوغ بیگی زیج میں ہے۔ ت) اور میل کلی یعنی راس السرطان کا میل اُس زمانے میں ۲۳ $\frac{1}{2}$ درجے سے کچھ زائد تھا کہ اس کی مقدار زمانہ رصد سمرقند میں جسے تقریباً پانسو برس ہوئے[1] محل رہتی لعینی ۲۳ $\frac{1}{2}$ درجے ۲ ثانیہ زیادہ تو زمانہ امام شمس الائمہ حلوانی میں جسے پونے نو سو برس گزرے[2] اور بھی زائد ہوگا اور طوسی کا رصد مراغہ لیجئے تو وہ اپنے ہی زمانہ میں الحولہ کا رہا ہے یعنی ۲۳ درجے ۳۵ دقیقے، خیر اس کی نہ سُنئے اُس پر تجربہ ہوا ہے کہ اعمال میں کچا ہے تو بلحاظ تناسب کہ اب الحہ الر یعنی ۲۳° ۲۷' معہ کسر خفیف ہے اُس وقت کا میل الحلح بالرفع رکھئے یعنی ۲۳° ۳۳' تو وہاں راس السرطان کی غایت انحطاط یعنی وقت بلوغ دائرہ نصف اللیل ۱۶ درجے ۷ ۵ دقیقے تھی یا تقریباً ۱۷ درجے کہئے اور انحطاط صبح ۱۵ درجے ہے تو قطعاً یہی انحطاط شفق ابیض ہے کہ جانبین سے تعادل و تناظر ہے اس تقدیر پر بعد غروبِ شمس جب تک افق سے آفتاب کا انحطاط بڑھتے بڑھتے ۱۵ درجہ تک پہنچا امام اعظم کے مذہب میں وقت مغرب تھا پھر اس کے بعد جبکہ انحطاط اس سے ترقی کرکے آدھی رات کو ۱۷ درجے تک پہنچا پھر

---

[1] مبدء زیج سنہ ضمار لکھا ہے یعنی آٹھ سو اکتالیس ہجری۔

[2] وفات امام حدود ۴۵۰ ہجری میں ہے یعنی ۴۴۸ یا ۴۵۲ یا ۴۵۶ میں ۱۲ منہ۔

---

[1] درمختار | کتاب الصلوٰۃ | مجتبائی دہلی | ۱/ ۶۰

آدھی رات ڈھلے اُس سے کم ہوتا ہُوا پھر ۵ا درجے رہا اُس وقت صبح ہُوئی اُس بیچ میں کہ تقریباً چار درجے انحطاط بدلا یقیناً اجماعاً وقتِ عشا تھا تو فوتِ عشا کیا معنے ، اور اگر مقدار وقت جاننا چاہو تو
عرض شمالی ۲۹° ۳۰′ – میل شمالی ۳° ۳۳′ = ۲۵° ۵۷′ + بعد سمتی مفروض ۱۰۵ = ۱۳۰° ۵۷′ نصفہ ۶۵° ۲۸′ ۳۰″ جیبہ
۹٫۹۵۸۹۳۶۵ جیب اول و ۱۰۵ – نصف مذکور ۳۹° ۳۱′ ۳۰″ جیبہ
۹٫۸۰۳۷۴۰۳ جیب دوم
۰٫۱۸۷۴۵۵۶ قاطع عرض پس ۱۰ت ۴۳م ۴۰ث شروع وقت عشا
۰٫۰۳۷۷۶۷۶ قاطع میل ۲۰ ۱۶ ۱ت شروع وقت صبح
۹٫۶۹۸۷۸۹۹۶

یعنی رات کے ۱۰ بج کر ۴۳ منٹ ۴۰ سکنڈ پر مغرب ختم ہوگیا اور ایک بج کر ۱۶ منٹ ۲۰ سکنڈ پر صبح شروع ہُوئی تو ۲½ گھنٹے سے زیادہ وقت عشا رہا اور جب اس رات میں جس کا غایۃ الانحطاط یعنی نہایت قلت میں ہے اتنا طویل وقت ملا تو گرمی کی اور راتوں میں کہ انحطاط اس سے بھی زائد ہے اور بھی زیادہ وقت ہاتھ آئے گا اور یہ متفق علیہ مسئلہ یقیناً غلط ہوجائے گا ، ہاں جب صبح و شفق کا انحطاط ۱۸ درجے لیجئے تو ۲۹° ۳۰′ + ۱۸° = ۴۷° ۳۰′ باقی ۴۲° ۳۰′ یا تمام العرض ۶۰° ۳۰′ – غایت مفروضہ ۱۸° = ۲۲° ۳۰′ یعنی جس چیز کا میل شمالی ساڑھے بائیس درجے یا اس سے زائد ہوگا اُس میں ٹھیک آدھی رات کو انحطاط ۱۸ درجے یا اس سے بھی کم ہوگا جو ظہور بیاض کے لیے کافی ہے تو تمام رات میں ایک آن کو بھی اُفق مظلم ہو کر وقتِ عشا نہ آئے گا اور اب یہ فقط راس السرطان ہی پر نہیں بلکہ ۱۴ درجے جوزا سے ۱۶ درجے سرطان تک یہی حال رہے گا جس کی مقدار ایک مہینہ تین دن بلکہ زائد ہوتی ھٰکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ ولی التوفیق (تحقیق اسی طرح مناسب تھی، توفیق کا اللہ ہی مالک ہے ۔ ت) اس تمام بیان سے تین باتیں واضح ہوئیں جن سے جواب سوال روشن ومبین :

(۱) اصل مدار رؤیت ہے شارع علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اسباب میں کوئی ضابطہ وحساب ارشاد نہ فرمایا نہ عقل صرف مقدار انحطاط صبح بتاسکتی تھی ۔

(۲) ہاں رؤیت نے وُہ تجارب صحیحہ دئے جن سے قاعدہ کلیہ ہاتھ آیا اور بے دیکھے وقت بتانا ممکن و میسر ہوا ۔

(۳) ازانجاکہ یہاں جو قاعدہ ہوگا رؤیت ہی سے مستفاد ہوگا کہ شرع وعقل دونوں ساکت ہیں تو لاجرم

[1] یعنی دائرہ نصف النہار جانب سمت القدم ۱۲ منہ

جو قاعدہ رؤیت یا اس کے دیئے ہوئے قوانین کی مخالفت کرے خود باطل ہونا لازم کہ فرع جب تکذیب اصل کرے تو فرع باقرار خود کاذب ہے کہ اس کا پر مبتنی تھا، جب مبنی باطل یہ خود باطل، یہ قاعدہ کہ صبح رات کا ساتواں حصّہ ہوتی ہے انھیں قواعد باطلہ فاسدہ سے ہے کہ رؤیت و قوانین عطیہ رؤیت، بالاتفاق اس کے بطلان پر شاہد عدل ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۶۴: از پیلی بھیت قاضی محلہ مرسلہ قاضی ممتاز حسین صاحب ممتاز ۲۰ رمضان ۱۳۱۶ھ

طعامِ سحری کا جب وقت نہیں رہتا ہے تو درِ مسجد پر نقارہ بجایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض کہتے ہیں ناجائز ہے، اس میں کیا حکم ہے؟

الجواب

سحری کا نقارہ اجازت یا ممانعت جس اصطلاح معروف پر مقرر کیا جائے اجازت ہے کہ کہیں ممانعت نہیں، در منتقی شرح الملتقی میں ہے:

ینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کقرب النوبۃ۔[1]

حمام کا تُوتا جائز ہونا چاہئے جیسا کہ نقارہ جائز ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے:

ینبغی ان یکون طبل السحر فی رمضان لایقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام، تامل۔[2] واللہ تعالٰی اعلم۔

رمضان میں سحری کے وقت سونے والوں کو جگانے کے لیے طبل اسی طرح ہے جیسے حمام کے لیے توتا بجایا جاتا ہے، غور کیجئے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۲۶۵: از کوہ الموڑہ رانی دھارہ مسئولہ حکیم مولوی خلیل اللہ خاں صاحب سلمہ ۷ ماہ مبارک ۱۳۳۳ھ

سحر و افطار کے نقشے عطا ہوں صاحبزادہ نواب دولھا صاحب مانگتے ہیں، ایک دو منٹ کا تفاوت دیکھ لیا جائے گا۔

الجواب

نقشے بھیجتا ہوں، الموڑے اور بریلی میں اس ماہ مبارک میں سحری کا اوسط تفاوت منفی پانچ (-۵) ہے یعنی اتنے منٹ وقتِ بریلی سے پہلے ختم ہے اور افطار کا اوسط مثبت ایک (+۱ ۱/۲) یعنی وقت بریلی سے

---

[1] در منتقی علی حاشیۃ مجمع الانہر فصل فی المتفرقات من کتاب الکراہیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۵۳

[2] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ مصطفی البابی مصر ۵/ ۲۴۷

سوا منٹ بعد۔ لیکن یہ حساب ہموار زمین کا ہے پہاڑ پر فرق پڑے گا، اور وہ فرق بتفاوتِ بلندی متفاوت ہوگا، اگر دو ہزار فٹ بلندی ہے تو غروب تقریباً چار منٹ بعد ہوگا، اور طلوع اُسی قدر پہلے، لہذا جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ وہ جگہ کس قدر بلند ہے جواب نہیں دے سکتا۔ اگر کسی دن کے طلوع یا غروب کا وقت صحیح گھڑی سے دیکھ کر لکھو تو میں اس سے حساب کر لوں کہ وہ جگہ کتنی بلند ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۶۶: از سہاور ضلع ایٹہ مرسلہ سید فردوس علی صاحب ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ

بعد آداب وتمنائے قدمبوسی گزارش ہے کہ ۵ رمضان شریف یوم شنبہ مطابق۔ استمبر کو افطار روزہ ایک مسجد میں ریلوے ٹائم سے پونے سات بجے روزہ افطار کیا جاتا تھا آپ مطلع فرمائیے کہ اُس روز ریلوے ٹائم سے کس قدر فرق ہے، زیادہ حدِ ادب فقط

الجواب

سہاور میں جس کا عرض شمالی ۲۷° ۴۸' اور طول شرقی ۷۸° ۵۳' ہے پنجم ماہ مبارک روز شنبہ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۱۰ء کو غروب آفتاب ریلوے صحیح وقت سے چھ بج کر سوا چھبیس منٹ پر ہوا تو وہ گھڑی جس کے ساڑھے چھ پر افطار کیا گیا اگر صحیح تھی روزہ بے تکلف ہو گیا کہ غروب کو پونے چار منٹ گزر چکے تھے اس سے پہلے جو پونے سات پر افطار کرتے تھے خلافِ سنت تھا افطار میں اتنی تاخیر مکروہ ہے ریلوے وقت سہاور کے اپنے وقت سے چودہ منٹ اٹھائیس سکنڈ پیش ہے واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ ۲۶۷: از الٰہ آباد صدر بازار محمد حشمت اللہ صاحب ۱۹ رمضان ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور سب لوگ روزہ اُس کی اذان سے افطار کرتے ہیں اور وہ دیر سے افطار کا حکم دیتا ہے یہاں تک کہ کئی مرتبہ آزمایا گیا ہے کہ تارا نکل آیا بلکہ اس کو تارا دکھا بھی دیا گیا تس پر بھی اس نے کہا کہ ابھی دو منٹ کی دیر ہے تو اس حالت میں کچھ روزہ میں نقص تو واقع نہیں ہوتا ہے؟ اگر کوئی واقع ہوتا ہے تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

جب آفتاب تمام وکمال ڈوبنے پر یقین ہو جائے فوراً روزہ کی افطار سنت ہے، حدیث میں فرمایا:

لاتزال امتی بخیر ما عجلوا الفطر واخروا السحور[1]۔ ہمیشہ میری اُمت خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کریں۔

[1] مسند احمد بن حنبل روایات ابوذر دار الفکر بیروت ۱۴۷/۵

مگر اتنی جلدی جائز نہیں کہ غروب مشکوک ہو اور افطار کرے یا سحری میں اتنی دیر لگائے کہ صبح کا شک پڑ جائے اور تارے کی سند نہیں بعض تارے دن سے چمک آتے ہیں، ہاں سیاروں کے سوا جو کواکب ہیں وہ اکثر ہمارے بلد میں غروب آفتاب کے بعد چمکتے ہیں اگر ان ستاروں میں سے کوئی ستارہ چمک آتا ہے اور پھر وہ افطار نہیں کر دیتا اور دو منٹ کی دیر بتاتا ہے تو یہ رافضیوں کا طریقہ ہے، اور بہت محرومی و بے برکتی ہے، اُس سے توبہ کرنی چاہئے واللہ تعالٰی اعلم اس صورت میں مسلمان اس پر نہ رہیں جب غروب پر یقین ہو جائے افطار کریں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۶۵ از کوہ الموڑہ رانی دھارہ مسئولہ حکیم مولوی خلیل اللہ صاحب سلمہ ۷ ماہ مبارک ۱۳۳۳ھ

بعد از ادائے سلام سنت الاسلام و لوازم آداب تسلیمات فدویانہ معروض خدمت فیض درجت آنکہ والا نامہ گرامی بشرف صدور لایا مفخر و ممتاز فرمایا، کل اس کوٹھی کی بلندی دریافت کی گئی، بلندی دریافت کرنے کا ایک آلہ ہوتا ہے جو سطح سمندر سے جس قدر بلند ہو وہ بتاتا ہے، ایک چھوٹا سا آلہ ہے جو کہ چھوٹی سی ڈبیہ کی طرح ہوتا ہے مثل گھڑی کے گول، اس میں سوئی ہوتی ہے جو کہ بلندی کے نمبروں پر گشت کرتی ہے غرض وہ کل دیکھا گیا اُس کے ذریعہ سے ذیل کی بلندی دریافت ہوئی، پانچہزار پانچ سو پچاس فٹ سطح آب سے بلندی ہے اس لیے صاحبزادہ نواب دولہا صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ اب لکھ بھیجو کہ اس حساب سے کیا وقت نکلتا ہے، لیکن یہ بلندی اُس وقت ٹھیک وقت بتاسکتی ہے جبکہ یہ جگہ ہموار ہو یہاں شرقاً و غرباً پہاڑ ہے جس باعث سے طلوع مؤخر اور غروب مقدم ہوتا ہے اور یہ ٹیکری پہاڑ جو کہ غربی جانب ہے ہم سے تین سو یا چار سو فٹ بلند ہے اور شرقی جانب کا پہاڑ غالباً چھ سو فٹ ہوگا اور شمالی جانب پندرہ روزہ کے راستہ پر برف کا پہاڑ نظر آتا ہے جس پر شعاع آفتاب کی بہت پہلے پڑتی ہے اور مطلع صاف ہو تو اس کی چمک یہاں پر بخوبی نظر آتی ہے اور قریب کے پہاڑوں پر کہیں شعاع نہیں ہوتی اور لوگ نماز پڑھتے ہوتے ہیں اور شرق و غرب جو پہاڑ ہے اس پر بھی الموڑہ ہی کی آبادی ہے، سب طرف مکانات بنے ہوئے ہیں اور اس کوٹھی سے اور خاص شہر یعنی بازار سے چنداں تفاوت نہیں، اب اگر ایک ہزار فٹ پر دو منٹ بڑھا جائیں تو گیارہ منٹ اور سوا منٹ طول یا عرض بلد کا کل سوا بارہ منٹ جمع کرنا پڑیں گے جس حساب سے آج کا افطار ۲۳ منٹ پر ہونا چاہئے (۱۱٫۰ + ۱۲ = ۲۳) لیکن میرے خیال میں ۲۰ منٹ سے پیشتر ہی مشرق سے سیاہی نمودار ہو جاتی ہے لیکن مغربی بادلوں میں خوب سرخی اور چاروں طرف کسی قدر بادلوں پر سرخی پائی جاتی ہے، چونکہ صاحبزادہ صاحب موصوف کو تحقیق مطلوب ہے اس لیے خاکسار نے یہاں کی مجموعی کیفیت گزارش کردی، امید کہ جواب باصواب سے ممتاز فرمایا جائے، رام پور سے جو نقشے آئے ہیں اُن میں اس نقشے کے حساب

www.alahazratnetwork.org

سے تین چار منٹ کا بُل ہے یعنی غروب چار منٹ مؤخر ہے۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' شرقی غربی پہاڑوں کے سبب تاخرِ طلوع و تقدمِ غروب معتبر نہیں، وہ دیوار ہائے مکان کی مثل ہیں، نہ وہ شعاعیں کہ کوہ برف پر پڑکر روشنی دیتی ہیں کچھ قابلِ لحاظ نہیں جبکہ وُہ پہاڑ اس سے بلند تر ہو وہ شب کی چاندنی کے مثل ہیں کہ چاند پر شعاعِ شمس ہی پڑکر روشنی پیدا ہوتی ہے۔ نہ یہاں اربعہ متناسبہ ہے کہ دو ہزار فٹ پر چار منٹ تھے تو ہزار پر دو اور ساڑھے پانچ ہزار پر گیارہ ہوں بلکہ یہاں تزاید علی سبیل التناقص ہے، ہر بلندی پر جو تفاوت ہے اس سے دوچند پر دوچند سے کم ہوگا مثلاً سَو فٹ بلندی پر افق ۱۰۔۱۰ دقیقے نیچے گرتا ہے اور ہزار فٹ پر صرف ۳۳۔۰ دقیقے، نہ کہ ۱۰۔۱۰ کا دس گنا، اور چار ہزار فٹ پر ایک درجہ سات دقیقے، نہ کہ ۳۳۔۰ کا چوگنا کہ دو درجے چودہ دقیقے، یعنی اس سے دوچند ہوتا کہ ۱۰۔۱۰ دقیقے کا چالیس گنا کہ پورے سات درجے ہوتا وقس علیٰ ھذا (اور اس پر قیاس کرو۔ت) ۵۵۰۰ فٹ بلندی پر میں نے حساب کیا افق ایک درجہ ۱۹ دقیقے ۱۰۔ ثانیے گرا جس کے سبب شروع ماہِ مبارک میں کہ تقویم سرطانی کے ۲۰ درجے پر تھی، طلوع وغروب المورّدہ میں ہموار زمین کے اعتبار سے ۶ منٹ ۴۰ سکنڈ تفاوت تھا یعنی طلوع شمسی اس قدر پہلے اور غروب اس قدر بعد اور آخر ماہِ مبارک میں کہ تقویم اسد کے ۱۸ پر ہوگی تفاوت ۶ منٹ ۵۲ سکنڈ ہوگا، یہ ۲۲ سکنڈ کا فرق تفاوت میل شمسی کے باعث ہے، غرض اوائل و اواخر رمضان حال میں ساڑھے چھ منٹ، تو یہ فرق سمجھئے اور سوا منٹ بلحاظ عرض و طول مجموع پونے آٹھ منٹ وقت افطار ریلی پر بڑھیں گے جس میں احتیاطی منٹ بھی شامل ہیں۔ ۱۳ ماہ مبارک مطابق ۲۰ جولائی کی نسبت جو تم نے ۱۲ منٹ بڑھائے ۱۹ منٹ بڑھاؤ (۱۲.۰ + ۰۷ = ۱۹) وہی بات آگئی جو تم نے لکھی کہ میرے خیال میں ۲۰ منٹ سے پہلے ہی مشرق سے سیاہی نمودار ہوجاتی ہے۔" ایک رامپور کیا ہندوستان بھر کے نقشوں کی بایں معنی قدر کرنا بے جا نہیں جانتا کہ وُہ بیچارے اپنے گمان میں تو اچھا سمجھ کر کرتے ہیں، اگرچہ یہ فتویٰ ہے اور بے علم فتوی سخت حرام ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۶۹: از اروہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ محمد صادق علی خاں صاحب ۲۷ رمضان ۱۳۳۰ھ

(۱) روزہ افطار کرنا کس چیز سے مسنون ہے؟

(۲) رمضان مبارک میں روزہ افطار کرنے کے بعد مغرب نماز پڑھ کر بہت سے آدمی جمع ہوکر حقّہ پیتے ہیں جس سے بیہوش ہوتے ہیں کچھ خبر نہیں رہتی، ہاتھ پیروں میں رعشہ ہوجاتا ہے، آیا یہ حالت شرعاً سکر میں ہے یا نہیں؟ ایسا حقّہ پینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

www.alahazratnetwork.org

الجواب

(۱) خرمائے تر اور نہ ہو تو خشک اور نہ ہو تو پانی ۔ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں بسند حسن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم تکن رطبات فتمیرات وان لم تکن تمیرات حسا حسوات من ماء[۱] ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ادا کرنے سے پہلے تر کھجور سے روزہ افطار فرماتے ، اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں استعمال فرماتے ، اگر کھجوریں نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پیتے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۲) ایسا حقہ پینا کبھی ہو حرام ہے ، اور یہ حالت سکر نہیں بلکہ تفتیر ہے ، اور سکر و تفتیر دونوں حرام ۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے :

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر[۲] ۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نشہ آور مفتر سے منع فرماتے تھے (ت)

اور تفصیل مسئلہ ہمارے رسالہ حقۃ المرجان لمھم حکم الدخان میں ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۱ از بنارس محلہ کندی گڑ ٹولہ متصل شفاخانہ مرسلہ حکیم عبدالغفور صاحب ۱۲ رمضان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دعاء افطار اللھم صمت وعلیٰ رزقك افطرت قبل از افطار پڑھنی چاہیے یا بعد افطار ؟ مظاہر حق نواب قطب الدین حسن و اشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق میں ترجمہ افطرت کا بصیغہ ماضی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعا آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد افطار کے پڑھتے تھے چنانچہ ابن ملک نے بھی اس کو لکھا ہے ، قول ابن ملك کو کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا مذکور بعد افطار کے پڑھتے تھے نواب قطب الدین حسن دہلوی نے مظاہر حق شرح مشکوۃ میں نقل کیا ہے ، لیکن بعض کتابوں میں لکھتے ہیں کہ دعا مذکورہ بالا قبل افطار پڑھنی چاہیے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے ،

ابوداؤد عن معاذ بن زھرۃ

ابوداؤد میں حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے

---

[۱] جامع ترمذی باب ماجاء مایستحب علیہ الافطار امین کمپنی دہلی ۱/۸۸
سنن ابی داؤد باب مایفطر علیہ آفتاب عالم پریس ، لاہور ۱/۳۲۱
[۲] سنن ابی داؤد کتاب الاشربۃ 〃 〃 〃 ۲/۱۶۳

www.alahazratnetwork.org

انہ بلغہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا افطر قال اللھم لك صمت وعلی رزقك افطرت[1] فحمل افطر علی معنی ارادة الافطار وصرف عن الحقیقة من دون حاجة الیہ وذالایجوز وھکذا فی افطرت۔

کہ رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دُعا پڑھتے: "اے اللہ! میں نے تیری رضا کی خاطر روزہ رکھا، تیرے رزق پر افطار کیا" تو یہاں افطر سے مراد ارادہ افطار لینا اور حقیقی معنی سے بے ضرورت اعراض کرنا ہے حالانکہ یہ جائز نہیں اور اسی طرح کا معاملہ "افطرت" میں ہے(ت)

مولانا علی قاری علیہ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

(کان اذا افطر قال) ای دعا وقال ابن الملك ای قرأ بعد الافطار[2] الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(جب افطار کرتے تو کہتے) یعنی دُعا کرتے ابن الملک نے کہا کہ افطار کے بعد یہ دُعا پڑھتے تھے الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم(ت)

---

[1] سنن ابی داؤد باب القول عند الافطار آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۲۲

[2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الصوم مسائل متفرقہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۴/ ۲۵۸

www.alahazratnetwork.org